

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

رساله
شمس السلام

لدنمبر ۲ ایت ماه شوال ۱۳۲۴ مطابق با ۱۹۰۶ شمبه

فهرست مضامین

ردیف	مضمون	صفحه
۱	شذرات	۲
۲	غزل	۵
۳	کشف اکرامات	۵
۴	پاری ندی زندگی	۱۳
۵	کیا صوفی یکا	۱۴
۶	مخبر از خطبات صاحب	۱۸
۷	میر علیہ السلام	۲۰
۸	صوفیہ کرام و اشاعت اسلام	۲۳
۹	مہربان	۲۴
۱۰	غزل	۲۷
۱۱	تاریخ التقدیر	۲۵
۱۲	از ادیب طبر	
۱۳	از مولوی حاجی محمد سعید صاحب مولوی قاضی مفتی	
۱۴	از زمین پوری	
۱۵	مولوی محمد عبدالعزیز صاحب جینی	
۱۶	نفیر احمد حسین صاحب حیدر آبادی	
۱۷	از ادیب طبر	
۱۸	از ادیب طبر	
۱۹	از ادیب طبر	
۲۰	از ادیب طبر	
۲۱	از ادیب طبر	
۲۲	از ادیب طبر	
۲۳	از ادیب طبر	
۲۴	از ادیب طبر	
۲۵	از ادیب طبر	
۲۶	از ادیب طبر	
۲۷	از ادیب طبر	
۲۸	از ادیب طبر	
۲۹	از ادیب طبر	
۳۰	از ادیب طبر	
۳۱	از ادیب طبر	
۳۲	از ادیب طبر	
۳۳	از ادیب طبر	
۳۴	از ادیب طبر	
۳۵	از ادیب طبر	
۳۶	از ادیب طبر	
۳۷	از ادیب طبر	
۳۸	از ادیب طبر	
۳۹	از ادیب طبر	
۴۰	از ادیب طبر	
۴۱	از ادیب طبر	
۴۲	از ادیب طبر	
۴۳	از ادیب طبر	
۴۴	از ادیب طبر	
۴۵	از ادیب طبر	
۴۶	از ادیب طبر	
۴۷	از ادیب طبر	
۴۸	از ادیب طبر	
۴۹	از ادیب طبر	
۵۰	از ادیب طبر	

شدات

ترکوں کی بے دینی کے افسانے ریوڑ کا وظیفہ پیہم ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ خود ترکوں کی شہادت اس بارے میں کیا ہے۔ عونی بک برہید سلطان عبد الحمید کے دستور یہ کے زعم کبیر تھے۔ اپنے ایک کتبہ میں تحریر کرتے ہیں کہ نہ طرہ پوش کی تبدیلی اور پوری ٹوپی اختیار کر لینے پر مصری ہم سے بہت خفا ہیں۔ اور اس خفگی کی بنیاد غیرت دینی کا بہت معترف ہوں۔ کیونکہ ترک اور مصری اس میں برابر شریک ہیں لیکن طرہ پوش اور یورپی ٹوپی اور چنریں۔ اور دین و مذہب اور رشتے معلوم نے طرہ پوش کا پہننا قرض نہیں کیا۔ اور یورپی ٹوپی کوٹ اور پتلون سے منع نہیں کیا۔ مگر مصری حقیقت حال سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو میں انہیں بتاؤں گا کہ ہم صحیح معنوں میں اسلام سے تسک کئے ہوئے ہیں۔ ہم نے اس کے پاک جسم سے ہر قسم کی خرافات و لغویات دور کر دی ہیں۔ ہم نے قرآن پاک کا ترجمہ کیا ہے۔ تاکہ عوام ترک بھی اس کے مطالب سے پوری طرح واقف ہوں۔ جب تک پٹاری گل میں زندگی کا خون دوڑ رہا ہے۔ ہم مسلمان رہیں گے۔ اس کے علاوہ ترکی نے اس کا اہتمام کیا ہے کہ قرآن مجید کی لمباعت کی صحت کے لئے سرکاری جہر لگے گی۔ اور ہر شخص کو اس کی طاعت و اشاعت کی اجازت نہیں ہوگی۔ آج ہندوستان میں جس قدر غلط قرآن مجید شائع ہو رہے ہیں وہ کس سے پوشیدہ ہے۔ ترکی کا یہ اقدام شکر و تحسین کا مستحق ہے۔

مجاہد عظیم قازی امیر عبدالکریم ایہ اللہ تمہارے کی قیادت میں مجاہدین
 رلیف نے دوبارہ جارحانہ کارروائی شروع کر دی ہے۔ ریورٹس بھی
 طویل خاموشی کے بعد مجاہدین کی سرگرمیوں کے متعلق ہمہ رسکوت کو ظاہر ہے
 بیابان کا علاقہ فرانسیسی سپاہ خالی کر چکی ہے۔ ہسپانیائی افواج بھی
 یعنی اتواپ کی بے پناہ گولہ باری کی زد میں پریشان ہیں۔ ہسپانیہ کا
 مختار کل جنرل ہیریوڈی ریورا اپنی ہردلعززی کھو چکا ہے اس پر زور دے
 قاتلانہ حملہ انقلاب پسند کر چکے ہیں۔ ایوان حکومت فرانس میں سوشلسٹوں
 کی قرارداد اکثریت کے ساتھ التواء جنگ کی منظور ہو چکی ہے۔ مجاہدین
 دروز نے شام میں فرانسیسی افواج کا کافیہ تنگ کر رکھا ہے۔ حلب پر بھی
 دروزی قابض ہو چکے ہیں۔ اور ابھی تک فرانسیسی اپنی عظیم افشاش
 فوجی طاقت سے کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہیں کر سکے۔ ماہ پرست خواتین
 قبیل التعداد بے سروسامان مجاہدین کی فتوحات پر حیران ہے۔ مگر ایک
 مسلمان کے لئے یہ امر چنداں تعجب انگیز نہیں ہے۔ تاریخ اسلام پکار پکار
 کر ارشاد خداوندی کو مِّنْ قَلِيلٍ قَلِيلٌ عَلِمْتُ قِتْلَةً کَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ
 کی تصدیق کر رہی ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ نماز پنجگانہ کے بعد ہر جگہ
 مجاہدین کی فتح و نصرت کے لئے بدرگاہ رب العزت دعا مانگ کر اپنی حیات
 وغیرت اسلامی کا شہرت دیا کریں۔

مجاہدین دروز کے عقائد کے متعلق صحائف میں مختلف اطلاعات
 شائع ہوتی رہتی ہیں۔ حال ہی میں محمد بدر الدین الخطیب فلسطینی کا
 مکتوب اخبارات مصر میں شائع ہوا ہے جو ناظرین کی واقفیت کیلئے
 مجسمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔
 دروزی خاص عرب اور مسلمان ہیں۔

ان کی غیرت دینی اور سیف و دم کے ذریعہ سے اسلام کی مدافعت میں انکا
 ہوش شہور ہے۔ کچھ عرصہ سے ان کے متعلق بڑی بری افواہیں اور مفتریات
 اڑائی جا رہی ہیں۔ خصوصاً جنگ عظیم کے قبل و بعد سے مثلاً دروزی عالم
 بامراللہ فاطمی کو خدا کا اوتار سمجھتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ خیال بعض
 عثمانی سپہ سالاری کا پھیلا یا ہوا ہے۔ جو دروزوں کی بغاوت فرو کرنے
 کے لئے مامور ہوئے تھے۔ بات یہ تھی۔ کہ دروزوں کے آس پاس کے علاقے
 کے لوگ ان سے بچہ تعلق خاطر رکھتے تھے۔ تو ان سپہ سالاروں نے اس
 تعلق کو دور کرنے کے لئے ایک تدبیر سوچی۔ اور یہ افواہ اڑادی۔ پھر لکیر
 کے فقیر آئے۔ اور انہوں نے رائی کا پہاڑ بنا دیا۔ میں دعویٰ سے کہتا
 ہوں۔ کہ عام دروزی حاکم بامراللہ سے قطعاً واقف نہیں۔ اور نہ ہی
 انہیں اس عجیب عقیدہ کی خبر ہے۔ جو ان سے منسوب کیا گیا ہے
 میں دیکھ چکا ہوں۔ کہ جب دروزی۔۔۔۔۔ غلے کے تجارت کرنے ہمارے
 شہر میں آتے۔ تو جو نبی مؤذن حجۃ الصلوٰۃ کی صدا بلند کرتا۔ ان
 کے دل اللہ کی یاد سے نرم ہو جاتے۔ اور وہ فوراً نماز کو روانہ ہو جاتے
 میں ان کو سنتا تھا۔ کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا
 جاتا۔ تو ان کی زبانیں بلند آواز سے درود و سلام میں مصروف ہو جاتیں
 تم ان کی بستیوں میں مسجدیں اور اعلیٰ درجے سے پاؤں گئے۔ جن میں
 ان کے بچے قرآن شریف پڑھتے اور دین حنیف کے دوسرے احکام
 کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور میں نے تو ایک دروزی کو بھی نہیں دیکھا۔ کہ
 اس نے رمضان کا روزہ ترک کیا ہو۔ یا اسلام کا صریح احکام کے خلاف
 عمل کیا ہو۔ ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ دروزی یکے مسلمان
 ہیں۔

غزل

صدقے میں تیرے حسن کے اور ہانکی چال کے
 دکھلاؤ آن بھیر میں جو سودا دل نکال کے
 دونوں جہاں کے غم سے وہ آزاد کیوں نہ
 دل کو بند کر کیا تو نظر بھی نہ اس نے کی
 میں نے درد و ہجر کا قصہ کیاں بیان
 کس رشک گل کی باغ میں مدہ ہے عین
 گو بحر عشق عام ہے سیال ہے سعید
 محمد سعید عفی عنہ

فرمان تیرے گیسو وارہ و خواں کے
 ادنیٰ یہ ہے خواں تہا سے کمال کے
 جو ہیں اسیر کی زلفوں کے چال کے
 یوں ہی لایا خاک سے پاؤں نہیں ڈال کے
 کچھ اور اس چھڑیو بات ٹال کے
 بھولوں پہیں لٹلٹل نمایاں ٹال کے
 ہم میں غلام خواجہ چشتی سیال کے

کشف و کلمات

دنیا میں قاعدہ ہے کہ جس چیز سے آدمی بے خبر رہتا ہے اس کی قدر نہیں کرتا۔ **الانسان لہذا اعمى عما جھلوا**۔
 قدر نہ نہ کہ بد اند قدیر جو ہر چہری
 اسی لئے اندھے بچارے کو صفید رنگت کا تصور دلانا میسر نہیں ہے۔
 بھلا آنکھوں کا کام کان کس طرح دے سکیں۔ قوت ذائقہ کی بجائے ناطقہ
 کس طرح استعمال کی جائے ٹھیک اسی طرح روحانیت کے کیشور
 کو نادیات کی چار دیواری میں گھرے ہوئے اصحاب نہ سمجھ سکیں تو تعجب
 کی انت نہیں۔ اور ان لوگوں کی لاشی ہے یہ نہیں لازم آتا کہ واقعہ

بھی روحانیت یا اس کے تصرفات کوئی چیز نہیں۔ جیسا کہ ایک دیہاتی کے شہر لنڈن سے بے خبر ہونے پر یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ کہ نئے الواقع لنڈن کوئی شہر نہیں ہے۔ علیٰ ہذا القیاس کشف وکرامات کی مہمت سمجھنے اور ان کی حقیقت پہچاننے کے لئے کوئی سائنس کی ایجاد کردہ دور بین کام نہیں دیتی۔ اور نہ ہی انسانی عقل جدید کی یہاں کچھ دال گلتی ہے۔ اس کے لئے عقل کلی (یعنی عقل نبوت) اور سائنس الہی کے آلات استعمال کرنے چاہئے۔

ایک درویش سے کسی شکر نے پوچھا۔ کہ خدا تعالیٰ کیسا ہے؟ کہاں رہتا ہے؟ تم کو جو اس کی محبت سے اکثر وجد سامو جاتا ہے۔ اور غریب شوق سے بے قرار ہو جاتے ہو۔ اس کا کیا باعث ہے؟ وہ صاحبِ جانشی جس کا سلف کپ اکیلے لیتے ہو۔ کیسی ہوتی ہے۔ درویش نے کہا کہ پہلے آپ یہ بتائیں۔ کہ مونگ کی دال جس کو آپ روز کھاتے ہیں۔ یا چینی جس کے مسٹھاس پر سب چھوٹے بڑے لٹورہتے ہیں۔ کیا مزا دیتی ہے؟ آپ کا جواب دینا کہ اول الذکر ٹکین اور دوسری شیریں ہوتی ہے۔ ناکافی ہوگا۔ کیونکہ میں (فرض کرو) ٹکینی اور شیرینی سے بھی محض نا آشنا ہوں بہر حال ان کی پوری کیفیت بتانے کے لئے آپ اپنی روزمرہ کی استعمال کی چیز کی کیفیت کا حقہ لفظوں میں نہیں ادا کر سکتے۔ تو میں اس قادر بیچوں و بیچکوں کی بابت تمہیں کیا سمجھا سکتا ہوں۔ آؤ۔ آپ بھی اس کی محبت کے جنس کے سچے کا ایک بنو۔ اور روحانیت کی تعلیم گاہ میں خودی کو مٹا کر خدائی نغے حاصل کرو۔ پھر یہ سازی دور از قیاس باتیں اپنی دل کی بنیادی سے دیکھ لو گے۔ اور ادیت کی اندھیر کو ٹھٹھری سے نکل کر روحانیت کے آفتاب تک پہنچ جاؤ گے۔

الغرض کشف و کرامات کی عملی صورت کھینچنے اور ان کی حقیقت حق کے ذہن نشین کرنے کے لئے ہماری تقریریں اور تحریریں بالکل ناکافی ہیں۔ البتہ علمی حیثیت سے جو ایک انسان پیچیدان کی سمجھ میں آسکتا ہے ذیل میں عرض کیا جاتا ہے۔

کشف اس باطنی روشنی کو کہتے ہیں۔ جو اہل باطن کو تزکیہ نفس اور دل کی صفائی ہو جاتی ہے۔ اس سے پردہ غیب کی پوشیدہ چیزیں جو ان ظاہری آنکھوں سے ادھمل رہتی ہیں۔ رو برو جلوہ گر معلوم ہوتی ہیں۔ اسی طرح کرامت وہ بزرگی اور عظمت کا نشان ہے۔ جو خداوند کریم اپنی قدرت کاملہ سے اپنے کسی پیارے ولی بزرگ کی شان میں ظاہر فرماتا ہے۔ جو بظاہر میں سوز مرہ کے قواعد عادیہ کے برخلاف ہوتا ہے۔ اگر وہ بزرگ نبی ہے۔ تو اسی نشان کو اصطلاح میں معجزہ کہتے ہیں۔ اور اگر ولی ہے۔ تو کرامت۔ چونکہ ایسے نشانات باطنی صفائی اور ریاضت کا نتیجہ ہوتے ہیں اس لئے کبھی کبھی غیر دلی اشخاص سے بھی ظاہری لذات اور نفسانی خواہشات کے ترک کرنے اور باطنی اشغال کی محنت شاقہ برداشت کر نیکی وجہ سے ظاہر ہو سکتے ہیں۔ طب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مجاہدین اور مسلوب العقل لوگوں کو بھی اکثر پردہ غیب کے عجائبات معلوم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ظاہری حواس کے معطل ہونے کی وجہ سے ان کے معراج کی ساری ہمت باطن کی طرف منعطف ہو جاتی ہے۔ نیز اس کیفیت کو کسی خاص مذہب سے بھی خصوصیت نہیں ہے۔ اہل اسلام کے کے علاوہ اکثر ہندو جوگی بھی اس حد تک باطنی صفائی حاصل کر سکتے ہیں کہ دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

ایک مرتبہ قبلہ عالم سیالوی حضرت ثانی علیہ الرحمۃ والنفوس

جوانی کے زمانہ میں ایک رئیس زمیندار اور ایک مولوی صاحب کی
 معیت میں چیرانہ کی پہاڑیوں پر سپر کرتے ہوئے تشریف لے گئے۔ یہ
 پہاڑیاں ضلع شاہپور میں سرگودھا کے قریب واقع ہیں۔ اور ان پر قدیم
 سے ایک ہوگیوں کے خاندان کا ٹھکانہ ہے۔ پھرتے پھرتے آپ مقام
 مذکور کے گدی نشین جوگی صاحب کے پاس تشریف لے گئے۔ جوگی
 سوصوف نے جس نے آپ کے آنے سے پہلے ہی تین آدمیوں کے
 مناسب حال نشستیں مقرر کر دی تھیں۔ آپ کے داخل ہوتے ہی معمولی
 صاحب سلامت کے بعد عرض کیا۔ کہ صاحبزادہ صاحب اس جگہ
 تشریف رکھیں۔ اور مولوی صاحب فلاں جگہ اور چودھری صاحب
 فلاں جگہ۔ حالانکہ پہلے ہر سہ صاحبان میں سے کسی صاحب کو وہ نہیں
 جانتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اس کی اسی قسم کی باطنی صفائی
 پر تعجب آیا۔ اور دل میں خیال کیا۔ کہ یہ جوگی کونسا مجاہد اور باطنی
 ریاضت کرتا ہے۔ جس سے اس کو اس قدر قلبی روشنی حاصل ہے۔
 اس خیال کے اُٹنے ہی جوگی کہنے لگا۔ کہ جناب! میں موزانہ چنپنہ راہ
 (خاص تعداد قائم کو یاد نہیں رہی) اسم ذات کا جس کیا کرتا ہوں
 اسی طرح مختلف گنگو کے بعد آپ نے خیال فرمایا۔ کہ اب نماز ظہر کا
 وقت ہو گیا ہے۔ باہر کے تالاب پر وضو کر کے نماز ادا کر لیں۔ اس
 خیال کے دل میں آتے ہی جوگی حضرت صاحب کی طرف مخاطب
 ہو کر کہنے لگا۔ کہ آپ نے ظہر کی نماز پڑھنی ہے۔ تو قسم سے ادا
 فرمائیے۔ کیونکہ یہاں سے ہر جہاں طرف پاک پانی میل بھر کا فاصلہ
 پر کہیں نہیں ہے۔ اور یہ ہمارا تالاب اگرچہ بارش کے پانی سے بھر
 ہوا ہے۔ مگر زیادہ تر اس میں ہمارے مکانات کی چھتوں کا پانی
 ہے۔ جن کو الشرم گو بر ملا کر بیٹھتے ہیں۔ اس لئے وہ آپ کے قوانین

مذکور کو کہلا بھیجا۔ کہ ہم درویش لوگ ہیں ایک کشتی ہمارے لئے رہنے دیجئے مگر
 اُس نے آپ کے فرمان کی کچھ پروا نہ کی۔ بلکہ ہنسی اور مذاق سے کہنے لگا۔ کہ
 آپ نے تو نسہ شریف میں فقیروں کے لئے لنگر جاری کیا ہوا ہے۔ ایک دو روز
 دریا کو بھی اپنے کرم و سخاوت کا نظارہ دیکھنے دیجئے عرض حضرت وہیں رہتے پر
 رہ گئے۔ اور وہ کشتیاں لیکر چلا گیا فقیروں کا عجیب حال تھا۔ اوپر سے کالے کی
 دھوپ اور نیچے سے گرم ریت ساہی بے آب کی طرح تر رہے تھے۔ آپ نے
 بعد از فراغت نماز طہر و تلاوت قرآن اپنے ایک مہرہی مسمی غازیوں کو جو
 اسی دریا کے قریب کا رہنے والا تھا۔ فرمایا میاں غازی! تم لوگ دریا کی
 اونچائی اور نیچائی سے اچھی طرح واقف ہوتے ہو۔ دریا میں جا کر دیکھو تو ہسی
 پانی کتنا ہے؟ وہ اپنے معلومات کی بنا پر کہنے لگا۔ قبلہ! یہ دریا سے سندھ
 ہے۔ کوئی معمولی دریا نہیں۔ کہ کہیں سے پایاب ہوا اور بغیر کشتی کے عبور کیا
 جاسکے۔ بلکہ کشتی میں بھی ہمیشہ خطرہ ہی رہتا ہے مگر اندیشا اس اور خاص
 درویشوں نے اسے کہا۔ کہ تو یہ جیل و محبت چھوڑ دے۔ اور سید ہا دریا میں
 داخل ہو۔ بزرگ کا فرمان حکمت سے خالی نہیں۔ الغرض مین چار آدمی
 دریا میں داخل ہوئے۔ اور مشکیں ہاتھ میں لئے آگے چل پڑے تاکہ جہاں
 کہیں پانی زیادہ ہو۔ ان کے سہارے نیر کر گذر جائیں گے۔ تو تعجب ہے
 کہ پانی کسی شخص کی کمر سے اچھڑ نہ آیا۔ یہ دیکھ کر سب فقیران کے پیچھے پیچھے
 ہوئے۔ اور سب کے سب بخیر و عافیت پار ہو گئے۔ صرف حضرت صاحب
 معہ چند خواص کے باقی رہ گئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میری چار پائی کی چاروں
 طرف چار عدد مشکیں پھیلا کر لگا دو۔ اور باقی آدمی ساتھ ہو لو۔ چنانچہ ایسا
 ہی کیا گیا۔ اور سارا ساتھ بفضلہ پار ہو گیا۔ آپ کے بعد چند اور گرد و لاج
 کے لوگوں نے دریا کو پایاب سمجھ کر عبور کرنا چاہا۔ مگر کنارے کے قریب ہی ڈوبنے
 لگے۔ اور بصد مشکل جان بچا کر واپس ہوئے۔

میں کرامت حضرت محمد مجسمیؐ کہ اوزنیل گذر کردہ بود این از بند
عجب بار ازین طور سالکان خداؐ کہ می رند یک لحظہ نروم بہند
اس واقعہ کے بعد جب کبھی حضرت کی مجالس میں اس کا ذکر ہوتا تو آپ
فرماتے کہ غازیخان نے دریاکو پایاب کر دیا۔ اور ہم سب عبور کر آئے بہر حال
اس حکایت سے یہ نتیجہ نکلا کہ مردان خدا اگر کبھی اس قسم کے تصرفات
حسب ضرورت فرماتے بھی ہیں۔ تو ان کو ہرگز ہرگز اپنی طرف منسوب
نہیں کرتے۔ اور کتمان الکرامت (کرامت کے چھپانے) کا حق ادا کرنے کے
لئے ظاہری اسباب کا پردہ ڈال دیتے ہیں۔ جیسا کہ حکایات مذکور میں حضرت
کا خود چار پائی پر سوار ہونا اور پایابی دریاکو غازیخان کی جان و پہچان کا
نتیجہ ٹھہرانا اس کا کافی ثبوت ہے۔ بلکہ اگر کسی مبتدی صوفی یا عامل کی توجہ
سے کوئی ایسا واقعہ ظاہر ہوئے کو ہو۔ رضائے محبوب حقیقی کے برخلاف ہے
تو اس کا اسی وقت تذکرہ فرمایا جیتے ہیں۔ اور ایسے عامل کم حوصلہ کو مناسب
فہمائش فرا دیتے ہیں۔ کہ آئندہ مقدمات اچھی میں دست اندازی نہ کرے
حضرت ثانی خواجہ الانبش صاحب تونسوی علیہ الرحمۃ کے سفر حج کے متعلق
ایک واقعہ اسی قسم کا مشہور ہے۔ کہ آپ کے ہمراہ ریاست بہاولپور
سے ایک دستہ فوج کا گیا تھا۔ اور کئی علماء و فضلاء اور صوفی کامل بھی ہمراہ
تھے۔ جب خطہ عرب شریف میں داخل ہوئے۔ تو آپ نے اپنے سپاہیوں
کو حکم دیا۔ کہ کوئی اپنے ہتھیار استعمال نہ کرے کیونکہ اس پاک زمین میں
کسی سے مقابلہ کرنا خلاف ادب ہے۔ چنانچہ اثنائے راہ میں ایک جگہ
بدوہوں کی ایک جماعت نے حضرت کے قافلے پر حملہ کیا۔ اور اس خیال سے
کہ آپ کے ساتھ فوجی سپاہی ہیں۔ دور سے ہی بارہ جلاخی شروع کی۔
مگر تعجب یہ تھا کہ اتنی گولیاں میں سے ایک بھی نشانے پر نہ لگی۔ اور
سارے قافلے میں سے کسی حیوان یا انسان کو تکلیف نہ پہنچی۔ اس پر

بل قافلہ سے آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ بدویوں کی گولیسوں کے بے اثر ہونے کا کیا باعث ہے۔ معلوم ہوا۔ کہ ایک مہرہی درویش (عامل) نے کچھ عمل پڑھ کر دم کیا ہے۔ جس سے کوئی گولی مؤثر نہیں ہوتی۔ آپ نے اُسے بلوا کر بہت تجربہ و تونج فرمائی اور کہا۔ کہ تو خدا تعالیٰ کی تقدیر سے مقابلہ کرتا ہے۔ اور جس کو شہادت نصیب ہونے ہے۔ اُسے اس فضیلت سے محروم رکھنا چاہتا ہے۔ چنانچہ فوراً اس نے اپنے عمل کو واپس لیا۔ اور کئی آدمی جام شہادت سے سیراب ہوئے۔ جب بدوی پاس آئے۔ تو اس کو امرت کو سن کر سب اپنے کئے پر تادم ہوئے۔ اور حضرت کی خدمت میں سعائی کے طلب کار ہوئے۔ آپ نے نہایت مہربانی سے ان کی تواضع فرمائی۔ اور بطور عنیافت بہت سا سامان رسد و چادریں کھانا پٹر کھٹی ان کے حوالے کیا۔ اور ہر ایک کو خلعت و نذرانہ سے خوش فرمایا۔

قطع

شندیدم کہ مردانِ بخت
دل دشمنان ہم نہ کردند تنگ
ترا کے نصیر شود ایں مقام
کہ باد و ستانت خلافت و تنگ
محمد سعید زین پوری عفی عنہ

ہماری مذہبی زندگی

آگ تکبیر کی سینوں میں ذبی سٹھیں

زندگی مثل بلال حبشی رکھتے ہیں۔

وہ زندگی جو توحید کی جھاڑوں میں نشوونما پا چکی ہو وہ زندگی جو ہلام کی پاک کو د میں پرورش پا چکی ہو۔ وہ زندگی جو عشق الہی کے شراروں سے سراپا سوز و گداز ہو۔ وہ زندگی جو دنیا کے ساز و سامان سے معزل ہو۔ وہ زندگی جس کا مقصد عبادت الہی خلیق خدا کی بھلائی ہو۔ وہ زندگی کہ کٹھن سے کٹھن سر کے میں مشکل سے مشکل استخوان میں اپنے جادو طریق سے پٹنے والی نہ ہو بلکہ ان پر جان دینے والی ہو غیر ممکن ہے کہ دنیا کے فانی اثرات سے تاثیر پذیر ہو۔ نہایت مشکل ہے کہ موت کا اس پر جادو چل جائے۔

ہماری دواک دنیا میں نہیں ہے نہ ہویم مفلس و قلاش ہو جائیں ہو اکریں۔ ہم سے زبانہ پھر جائے بلا سے لیکن ہماری زندگی جو اس حقیقت پر خدا کی واحدانیت اور اس نبی کریم کی رسالت سے وابستہ ہے۔ تعجب ہے کہ تلوار کی چمک سنگین کی دیک لوپ کی گرج سے اُسے تصادم ہوا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ نہیں سہ گز نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ہم ہیں تعلیم نہیں۔ سوایا جاتا ہے کہ ہم اغلاس میں گھرے ہوئے ہیں جیج جیج کر ندا کی جاتی ہے۔ کہ ہم دین سے بے بہرہ ہیں ہاں افضل الذکر و اولوں صورتیں ٹھیک ہیں۔ چارو گرد یہ کونسی حمایت ہے۔ کہ مرض کو دیکھو تو چیخو چلاؤ۔ اور علاج معالجہ سے جی چرڈا۔ کہ ہم ت کہا جاتے ہو وہ بد ہیں بہت کچھ دے چکے۔ اور دے رہے ہیں۔ مگر کہ تم خود ہی انہی نفسانہ

پہلے ہوئے ہو تیار ہی کوششوں کی باگ ڈوری اس وقت تک تھی یہی ہے۔ جب تک کہ یہ نہ ہو جائے

جس پر دل اپنا ہے دل اس کا کسی پر ڈاؤ
شرہ باد لے مرگ اعلیٰ آپ ہی پیار ہی

ثانی الذکر صورت دین سے بے بہرہ ہونا سوجہ بالکل غلط صریح کذب
افتراء مسلم اور دین سے بے بہرہ۔ سورج اور روشنی معدوم نہیں بلکہ لازم و ملزوم
آگ اور سوز سے خالی۔ نہیں بلکہ خام خیالی۔

ہماری زندگی مذہب کے خمیر سے پیوستہ ہے۔ ہمارا چلنا پھرنا مذہب
ہے۔ ہمارا اودھنا بچھونا کھانا پینا مذہب ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم
مذہب سے غافل ہو جائیں۔ ہاں یہ ممکن ہے۔ کہ بعض اوقات گناہوں
کے مرتکب ہو جائیں۔ سو آخر انسان جہنم و عذاب کا پتلا ہے۔ اپنے کئے پر
پچھتا ٹیگا۔ روٹے گا۔ اور توبہ کا دروازہ کھٹکھٹائے گا۔ غاصحوا ایک
وقت آچکا ہے۔ کہ مذہب سے ہماری آزمائش لے گئی تھی۔ ہم نے دنیا کو
دکھا دیا۔ کہ ہماری زندہ کھال اتاری گئی۔ اور ان کی۔ ہمارے جسموں
کو دیکھتی ہوئی آگ میں اور کڑکڑاتے ہوئے تیل میں ڈالا گیا۔ لیکن ہمارے
عزم و استقلال میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔ ہمیں جلتی ہوئی دھوپ میں
برہنہ لٹایا گیا۔ ہماری چھاتی کو گرم سلوں سے پاٹ دیا گیا۔ آہ ان سلوں
کا بوجھ کچھ بوجھ نہ تھا۔ وہ مذہب پر فدا ہونے والوں کے لئے دوشالے
معلوم ہوتے تھے۔ جو نہ صرف شان عاشقی کو دھبلا کر رہے تھے۔ بلکہ
پردہ داری کا کافی حق ادا کر رہے تھے۔

ہم میں سے ہر مرنے والا ایک دوسرے کی یہی نصیحت کرتا رہا۔
کہ خوفناک امتحان جو ہماری جانوں سے لیا جا رہا ہے۔ خدا کی قسم!
کوئی چیز نہیں ہے!

ثابت قدمی سے جھیلو لیکن محمدؐ کے دین کی لاج رکھ لو۔
 دیکھنا لغزش نہ آئے پائے استقلال میں
 اگر قسم ازل ہیں اس جیسی ہزار جاہیں بھی عطا کریں۔ تو سب کی سب حضور
 سرور عالم کے نام پر نثار کرنے کو تیار ہیں۔
 جلالؑ کی زندگی کے شاندار نتائج ہمارے پیش نظر ہیں۔ آپ کو معلوم
 ہے کہ کیسی اذیتیں اس کے آقا نے اس راستے کے متعلق جو سید اجتہاد یعنی
 امامِ اسلام کو جاتا ہے۔ اُسے پہنچائیں۔ مگر چونکہ وہ حق کا فدائی تھا۔ محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم کا شیدائی تھا۔ فرشتہ ناری نہ تھا۔ گل تھا۔ خار
 نہ تھا۔ روحِ فطی جسم نہ تھا۔ اس لئے اگر در سے مارے مارے صبح سے شام
 کر دی ہے۔ یا پتھروں کے بوجھ سے اُس کے بدن کو پور چر کر دیا ہے۔ تو
 اس کو کچھ بھی تکلیف محسوس نہ ہوتی تھی۔ جو خیال جانناں میں مہم تن
 غرق رہتا تھا۔ اُس کی رات دن یہی دعا تھی۔ کہ سرورِ پاک کی حضورِ
 میسر ہو جائے۔ وہ اسی تصور سے وہ حاصل کر لیتا تھا۔ جو ہم دیکھ کر بھی
 حاصل نہیں کر سکتے۔ جہاں اُسے فرصت ملی یا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یا ٹھہر بیٹھے ہی آپ کی تصویر سے باتیں کیا
 کرتا تھا۔

پھر اس پر مار پیٹ کی جاتی تو گویا غالب کی زبان میں یہ کہتا تھا کہ
 جی چاہتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
 بیٹھے رہیں تصورِ جانناں کئے ہوئے
 آخر عاشق صادق اپنا کام کر گیا۔ جذبِ دل معشوق کی طرف لے چلا آہ
 سحری و نالہ نیم شبی۔ رنگاں نہ گئی۔ مضطر و بے قرار بندے کی دعا میں درجِ بابت
 پر جا پہنچیں۔ صدیق اکبر کو ان مصیبتوں کا علم ہو گیا۔ اس کے آقا سے خرید لیا۔
 اور حضور کی خدمت میں پیش کیا۔

شخص اسلام کے معنی خیر نقوش کے پڑھنے والو! یہ واقعہ ہی واقعہ نہیں ہے بلکہ ہمارے مذکورہ بالا بیان کی تائید میں کہ مسلم کی زندگی زندگی نہیں بلکہ مذہب ہے۔ کافی روشنی ڈال رہا ہے۔ اس کے علاوہ حیدر سبکی ہیں جو اس واقعہ سے ہم اخذ کر سکتے ہیں۔ مثلاً بلال کی ثابت قدمی۔ بلال کا سچا شوق بلال کا بیشاپ نفس معیبتوں سے مردانہ دارمقابلہ۔ آخر کامیابی مسلمانوں تم بھی بلال کی طرح ثابت قدم رہو۔ مذہب سے بلال کی طرح سچا عشق پیدا کرو خاک ساری و فروغی اختیار کرو اس راہ میں جو بلائیں نازل ہوں انہیں صبر و شکر کے ساتھ جھیلو۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاءُ

محمد عبدالعزیز حیدری

کچا صوفی پچا ملے

اکثر دیکھا جا رہا ہے کہ جاہل لوگ اپنے آپ کو حدود شریعی کی قید سے آزاد کرنے کی غرض سے کسی ایک جاہل فقیر کے ہاتھ پر بے سوچے سمجھے بیعت کر لیا کرتے ہیں۔ حالانکہ بیعت کا معاملہ نہایت نازک ہے۔ اس میں پرے دوسرے کی احتیاط چاہئے۔

پس ہر دستہ نباید داد دست	لے بسا ابلیس آدم سے ہمت
کہ باشد خام کاراں خام کاری	جامی علیہ الرضہ کا ارشاد ہے
ہو خامی میوہ از باغ و نشانند	مکن بصوفیان خام یاری
باند تا قیامت نار سیدہ	طریق پختہ کا سی ساندانند
بیعت کرتے ہی یہ سمجھتے ہیں کہ ارکان اسلام نماز روزہ حج و زکوٰۃ	زاصل خویش میں میوہ بریدہ

بالکلیہ آزاد ہو گئے۔ اب ان پر ان کی پابندی کی ضرورت باقی نہیں رہی صرف اس پر ہی بس نہیں کرتے۔ بلکہ بندگانِ خدا جو صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں۔ ان کا مضحکہ اڑایا جاتا ہے۔ اور طرح طرح کے نام سے موسوم کئے جھاتے ہیں۔ اللہ کی پناہ۔ اگر کوئی شخص ان کے اس فعل پر اعتراض کرے۔ تو کہتے ہیں۔ کہ تم ملا لوگ ظاہری شریعت پر مرنے والے طریقت کیا جانو شریعت جدا ہے۔ اور طریقت جدا۔ یہ عقل کے اند ہے اتنا نہیں سمجھتے۔ کہ اگر طریقت اور معرفت شریعت غرا کے خلاف ہے۔ تو اس طریقت و معرفت سے اسلام کو کیا تعلق ہے کہ تو اسلامی طریقت و معرفت چاہئے۔ جس کی شریعت غرا محمدی تائید کرے۔ شریعت طریقت حقیقت اور معرفت ایک ہی ہے۔ ایک دوسرے میں خلاف آئیدہ حل کر معلوم ہو جائیگا۔ ان لوگوں کا مقصد تو صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ بے دینی پھیلانا اور اسلام کے احکام کی پابندی سے آزادی حاصل کیے فقیری کی آڑ میں ایسے کام کرنا کہ شیطان بھی جس سے شرماتا ہے اور ان کا لڑا ملن جاتا ہے۔ ایسے ہی لوگ حضراتِ صوفیہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی بدنامی کے باعث ہو رہے ہیں۔

بدنام کنندہ و نگو نامے چند محققین کا عقیدہ تو یہ ہے۔

شریعت را مقدم دارا کنوں	طریقت از شریعت نیست میریں
ہر اک کو در شریعت راسخ آمد	حقیقی راہ بروئے خود کشاید
اور مرشدی حضرت مولانا شاہ کمال الدین صاحب علیہ الرحمۃ چرخِ ظلال	
چشت گردی فرماتے ہیں	

بے تفقہ جسے تصوف ہے	وہ تصوف نہیں تصلف ہے
کیوں خلیفہ رسولِ کائنات ہو	جس کے تئیں شریعت سے خلفیت
آج کل مرشد اس قدر نال ہوئے ہیں	جیسے برہانِ نبی کی پست

کیروے رنگ کپڑے پہن لئے۔ لال شاہ۔ گلاب شاہ۔ پلک شاہ بن بیٹھے
اور مرید کرنا شروع کر دیئے۔ کیونکہ اس آزادی کے زمانہ میں پیری مریدی
سے زیادہ کوئی آسان پیشہ نہیں ہے۔ ایک ہزار مرید اگر کوئی بنائے تو پیر جی
اچھے خاصے جاگیر دار ہو گئے۔ ہاتھ میلانہ پیر میلانگ پر بیٹھے ہوئے گوشت
روٹی کھائیں۔ اور خدمت کے لئے درجنوں سے بے دام کے غلام ہر وقت
موجود نہ گرائی کا خوف نہ نوکروں کی ہڑتال کا کھٹکہ دن عید اور رات
شب برات۔

فقیر محمد حسین بازار ریزہ پٹنسی حیدر آباد دکن

منتخب از خطبات جناب امیر علیہ السلام

وہ شخص کبھی فقیر اور محتاج نہیں ہوتا جو اس ذات برتر و قوی کی
حمایت و کفایت کے سایہ میں آجاتا ہے۔

دنیا کے بارے میں حضرت فرماتے ہیں۔ اس مکان کی کیا تو مصیبت
کروں جس کے اول میں تورنج و تعجب ہے۔ اور آخر میں فنا اس کی طلال
چیزوں میں تصرف کرنے میں حساب کا سامنا ہوتا ہے۔ اور اس کے حقارت
میں عذاب کا جو اس میں رہ کر غنی اور مستغنی ہو گیا وہ مفتوں ہے معرض
استحسان میں مبتلا ہے۔ اور جو اس میں فقیر ہے۔ حزن و الم میں گرفتار ہے
جس نے اس کے حاصل کرنے میں سعی اور کوشش کی اسی کے پاس
سے فوت ہو گئی۔ اور جو اس کی طرف منہ پھرا کر بیٹھا اس کی طرف متوجہ
ہو گئی۔ جس نے اس دنیا کو گہری نگاہ سے دیکھا۔ دنیائے اُسے بینا اور
آگاہ کو دیا۔ اور جس کی نگاہیں اس کی زینتوں اور آرائشوں ہی میں
الجھ کر رہ گئیں۔ اُسے اندہ اگر کے تھوڑا دیر

سایکین دنیا اور اس سے منہ پھرانے والوں کی طرح دنیا کی طرف نگاہ
 کرو۔ کیونکہ یہ دنیا اپنے پاس ناقامت کرنے والوں اور ساکن رہنے والوں
 بہت جلد دور کر دیتی ہے صاحبان دولت والیاں نعمت اور ہالیان
 امانیت کو بڑے بڑے صدے پہنچاتی ہے۔ دنیا کی خوشحالیاں سرخ و اندوہ
 کے ساتھ میں ہوئی ہیں۔ اور یہ بھی تو معلوم نہیں کہ اس دنیا میں کیا کیا
 صدے پیش آئیں گے۔ تاکہ ان کا انتظار کریں۔ اور یا پہلے سے اس کا
 تدارک کیا جائے۔ اب یہ ہی لائق ہے۔ اور یہی چاہئے۔ کہ دنیا کی وہ
 آرائشیں جو دلوں کو لہجائے لیتی ہیں۔ جن کا نہیں بہت کم حصہ نصیب
 ہوا ہے۔ نہیں فریب نہ دیں۔ تم مفتوں نہ ہو جاؤ۔ خدا اس بندے
 پر رحمت نازل کرے۔ جس نے امر دنیا میں غور و فکر سے کام لیکر عبرت حاصل
 کی اور عبرت کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اسے معلوم ہو گیا
 کہ دنیا میں یہ جو کچھ موجود ہے۔ قلیل مدت میں ناپید ہو جائیگا۔ گویا اس کی
 ہستی نیستی ہے۔ اور تھوڑا سا وقت لٹر جانے کے بعد آخرت میں جو خے
 موجود ہے۔ وہ ہمیشہ رہیگی و ماں کی ہستی کے لئے نیستی کا نام ہی نہیں ہے
 وہ شخص عالم و دانا ہے۔ جو اپنی قدر پہچانے اور انسان کی حیالت کے
 لئے یہی امر کافی ہے۔ کہ وہ اپنی قدر منزلت نہ جانتا ہو۔ بیشک وہ بے مشبہ
 اپنے پروردگار کے نزدیک۔ سب سے زیادہ بعض کھنے کے قابل وہ بندہ
 ہے۔ اب اس بندہ کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ وہ رستے کے درمیانی حصہ
 کو چھوڑ کر بیرونی حصہ کی طرف مائل ہوتا ہے۔ وہ بغیر راہ نما کے سفر
 کرتا ہے۔ اگر اسے ذرا امت دنیا کی طرف بلا یا جائے۔ تو خوشی خوشی
 جاتا ہے۔ اور کام کرتا ہے۔ مگر اسے چمن سبزی آخرت کی طرف بلائیں
 تو ہزار ہزار رستی اور ہزار ہزار تساہل چھوڑتے ہیں۔ گویا اس نے یہ سمجھ
 لیا ہے۔ کہ عمل دنیا اس پر واجب ہے۔ اور وہ اعمال جن میں تخریک لگتی ہے

اس کے ذمے سے بالکل ہی ساقط ہیں۔

صوفیائے کرام اور اشاعت اسلام

اشاعت اسلام کا سبب۔ واعظان اسلام کی دامنندی ہے۔ میری مراد صوفیہ سے ہے۔ گروہ صوفیہ کا درجہ اُمت اسلامی میں اُس کویزہ کا سلسلہ ہے۔ جو مالائے مردارید کی زمینت کو بڑھاتا اور پیوند لگاتا ہے۔ ان کی تعداد ایک سو ملین ہے (یعنی دس کروڑ) یہ بہت بڑی تعداد ہے۔ چین کے بکسر یا یورپ کی کسی کمیٹی کے ممبر اس کی ہم سہری نہیں کر سکتے۔

واضح ہو کہ یہ گروہ عجیب طرح سے دعوت اسلام کا کام کر رہا ہے ایک یورپین فاضل کا قول ہے۔ کہ اسلامی دنیا یورپ کے سامنے غلبہ و تقدم حاصل کرنے سے مدت ہوئی کہڑا گئی ہے۔ اور دول یورپ اسلامی ممالک پر بڑھ رہے ہیں۔ اور اکثر نے قوت عقلیہ و مادیہ سے ان ملکوں پر غلبہ بھی حاصل کر لیا ہے۔ مگر جس چیز کے سامنے یورپ اور اس کی تمام طاقتیں عاجز ہیں۔ وہ صوفیہ ہیں۔ یہ گروہ درحقیقت وہ طاقت ہے جو عالم اسلامی کی ترستی اور حیات پر دلالت کرتی ہے۔ تم ان لوگوں کو افریقہ چین ہندوستان وسط ایشیا بلکہ عرب الہند میں دعوت اسلام کرتے ہوئے موجود پاؤ گے۔ اور دیکھو گے کہ ان کے مساعی سے ہر روز فوج و فوج لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ جو نقشبات افریقہ میں خطہ اسلام کے پرے طرف کے حدود اسلامی کے دکھلانے کے لئے تیار کئے جاتے ہیں۔ یہ سال چند کہ طرف بڑھا۔ نے جاتے ہیں۔ جو اس سبب شائع کی

فتوحات دینی ہیں۔ کالنفوس میں کوئی آبادی ایسی نہ تھی۔ جہاں سب سب
بے پیچھے ہوں اور شاخ ان سے بیشتر وہاں نہ پہنچے ہوں۔ اور لوگوں میں انکی
نفرت کا بیج نہ پودیا ہو۔

ہاں جس شخص نے یورپ کی ان بہت سی کتابوں کو حال ہی میں
احوال صوفیہ اور تاریخ طرق اور کیفیت سیر صوفیہ اور دعوت اسلام
کے متعلق شائع ہوئی ہیں۔ پڑھا ہوگا۔ وہ تسلیم کرے گا۔ کہ اسلام کی
حالت ماضیہ و مستقبلہ (یعنی گذشتہ اور آئندہ) پر بحث کرنے والوں
کے لیے صوفیہ کا مسئلہ بھی بہت زیادہ غور کا مسئلہ ہے۔

ایک لطیفہ کی بات یہ ہوئی۔ کہ دول جزائر نے ایک کمیٹی کو جس کا
بریڈرینٹ اوکناف دو بون ہے۔ احوال صوفیہ کے دریافت کے لئے
مقرر کیا۔ کمیٹی کے بعد ایک ضخیم جلد میں ان حالات کو شائع کیا ہے۔
اور بلاد اسلام میں سے ہر ایک شہر میں جس قدر طوائف اور جو جو طریق
پائے جاتے ہیں۔ ان کی علامات و خصوصہ کا واضح بیان کیا ہے جسے اگر
اقالیم میں امن کی آمدورفت وغیرہ کے مکمل حالات درج کئے ہیں۔ وہی
کاسٹری لکھتا ہے۔ مسلمانوں نے اپنے گرد اگر خطرات کو دیکھا اس لئے
اپنی جمیعت کو مضبوط بنانے اور باہمی روابط کو یکجا کرنے کا انہوں نے
ابادہ کر لیا۔ میرے نزدیک مسلمانوں میں یہ بھلی قوت ہے۔ جو کسی اور
قوم میں جو کہ ایک ہی مذہب رکھتی ہو۔ نہیں پائی جاتی کیونکہ قرآن شریف
دینی بھی ہے۔ اور قانون مدنی و سیاسی بھی ہے۔ اس لئے لوگوں میں
ایک حرکت جس کا نام جوش ایمان کہنا چاہئے۔ پیدا ہو گئی ہے۔ جس کا
مدعا یہ ہے۔ کہ جملہ وسائل ممکنہ سے عیسائیت کا اور خصوصاً تمدن جدید
کا مقابلہ کیا جائے۔

گاڈوین کا قول ہے کہ اس حرکت کی طاقت صوفیہ کے طریقوں

کے قیود سے جو اس صدی (انیسویں) کے شروع میں پائی جاتی ہے اور جس کی شان ہرست میں بزرگ ہو گئی ہے۔ اور جن کی تاثیر لوگوں کے دلوں میں بہت بڑھ کر ہے۔ ظاہر ہوتی ہے۔ صوفیوں کے مرید اور قاصد ہوتے ہیں۔ جو اسلامی دنیا میں بے انتہا چلکے لگاتے پھرتے۔ اور غیر اسلامی دنیا میں بھی وعظ و منادی کی عرض سے لگنے کے حیلہ سے یا حج کے ارادہ سے کھڑے رہتے ہیں۔ اور اسی طرح ہر یہ لوگ مکہ منوب و قسطنطنیہ تک اور بعد ازاں سے فلپس تک اور تنبکٹوئے خطا و زنجبار تک۔ پھر کلکتہ و جاو ا تک گشت لگاتے رہتے ہیں۔ ان مریدوں یا قاصدوں میں تاجر بھی ہوتے ہیں۔ منجم بھی طالب علم بھی ہوشیار بھی۔ مجذوب بھی اور سب کے کشادہ دلی سے ملتے اور مل جاتے ہیں۔

کوٹا نسلوں لکھتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ عالم اسلامیہ میں ایسے ایسے مہدی اور امرا اٹھتے۔ اور ایسے ہو گئے گویا کبھی تھے ہی نہیں۔ مگر جو کام اپنی اسی رفتار پر ثابت اور جاری ہے۔ وہ صوفیہ کی کا دوائی بیشک مشرق و مغرب شمال و جنوب میں اشاعت اسلام کی فضیلت انہی لوگوں کو حاصل ہے۔

دو شاہسید دنیا بھر میں اشاعت اسلام کی توصیف۔ اور مشائخ طریق کی مساعی کا طول طویل ذکر کرنے کے بعد کہتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اسلام حبلہ فتوحات سلسلہ سے قائم اور مختلف ممالک میں اسی کی اشاعت صوفیہ کی وجہ سے ہے۔ اور یہ مشائخ طریق ہی ہیں۔ جو نے الحقیقت زندہ اسلام کی حرکات کے مدبر ہیں اور ان کی کاروائی سے یورپ کی مصالحتوں کو جس قدر خطر ہے۔ وہ پوشیدہ نہیں ہے۔

مُحْتَرَبَا

نسخہ معجون سہل الحصول کثیر النفع - مسمن بدن متقوی باہر چہی
 ثعلب مصری - شقاقل مصری - بہن عمرغ - بہن سفید
 ۲ تولہ تولہ تولہ تولہ

سیتا در - خار خشک - صمغ عربی - کتیرا - الاچی خورد
 تولہ ۲ تولہ تولہ تولہ تولہ
 مغز ترہندی عسل خالص ورق نقرہ
 ۲ تولہ ۱۲۸ عدد

سب ادویات کو علیحدہ علیحدہ کوٹ چپان کر وزن کیا جائے
 اور شہد کی جھاگ بذریعہ قوام دودھ کر کے ستہ چند ملا کر معجون
 بنائی جاوے۔ اور استعمال کے لئے سن و مزاج و فصل کے لحاظ
 سے وقت معین کیا جائے۔ بہار معدہ تولہ ۲ تولہ ہمراہ دودھ
 اس مرکب کا مزاج ابتداء درجہ اول میں گرم خشک ہے۔ جس شخص
 کے مزاج میں کیفیت بارہ محسوس ہو۔ اس کے موافق ہے
 اگر صاحب مزاج گرم استعمال کرنا چاہیں۔ تو اصلاح حرارت کو بر نظر
 رکھیں۔ غذا گوشت۔ بیضہ نخود۔ ماش۔ شلغم۔ قندیل۔ اشیار
 سے پرہیز

غزل

(از مشرقیہ مالک عاجز و مخدوم بشیر احمد صاحب شاعر ساکن کوٹہ میلہ)

خراش عشق سے خالی نہیں اہل جہاں کوئی
کوئی ولدادہ شہرت مٹاتا ہے نشان کوئی
صدائے شوق میں نالاں سبھی فریاد کرتے ہیں
کوئی مخمور سے میں تو پڑھتا ہے قرآن کوئی
شہیدان محبت کو چین میں ناصبوری ہے
کوئی نازوں پہ نازاں ہے تو کرتا ہے فغاں ہے
سبھی روتے ہیں پر رونا نرالا ہے تیرا ہے دل
تیرے حرف تمنا تک نہیں پہنچا کہاں کوئی
ترپیا بھی چڑھ کر کنا بھی پھر اس پہ خندہ زن ہونا
تساخس ہے کہ تسرت میں نہیں میرا مکان کوئی
بھاتی خون کی نہیں میری مہمان کے آگے
تو واضح تیرے رنگاں کی گھرے اہل جہاں کوئی
ہوئے جلتے ہیں بے خود کج تو تاج بھی محفل
نفس سے دیر میں خالی نہیں رسم بیاں کوئی
بتاے درد کی لذت بلائیں لہذا گلین کا ع
عنادل کا تقاضا ہے یا ہے دورِ زماں کوئی
کئے گویا غ محبت میں زماں بھی کشت و خول پایا
ابھی تھا کہاں ہم کو نرالا ہے جہاں کوئی ع
سکوں نا آشنا رہتا تھا دل کا گلستا نہیں

عاجز

شاعر

عاجز

شاعر

عاجز

شاعر

شاعر

عاجز

شاعر

عاجز

شاعر

عاجز

شاعر

عاجز

شاعر

عاجز

شاعر

عاجز

شاعر

عاجز
شاہر
عاجز

یہ ہے اک مشغلہ عاشق سے گرنا دواں کوئی
ہر کر بازی دل کو تاستف کیا کرے شاطر
ہوا عاجز تو دل دیکر نہیں اب پاساں کوئی

تاریخ المومنین

مختصر حالات امیر المومنین امام المسلمین سیدنا ابوبکر صدیق
خلیفہ اولیٰ بتحقیق رضی اللہ عنہ

ولادت شریف آپ بعد گزرنے واقعہ فیل کے دو برس چار مہینے پیچھے آخر
مہینہ دوشنبہ یا شب سہ شنبہ کو مکہ معظمہ قوم قریش قبیلہ بنی تیم میں دو
برس ڈھائی مہینہ بعد ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔
نسب مبارک ابوبکر عبد اللہ بن عثمان ابو قحافہ بن عمار بن کعب بن سعد
بن تیم بن مرہ بن کعب بن لؤی سلسلہ نمبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے اہمیت مرہ میں ملتا ہے جو آپ کا سلسلہ نمبر ہے۔ اور آپ کی والدہ
ماجدہ حضرت امام الخیر سلمیٰ بنت محمد بن امیہ بن عمر بن کعب بن تیم بن مرہ
بن کعب بن لؤی۔

نام مبارک جاہلیت میں یعنی پیدائشی نام آپ کا عبد کعبہ تھا بعد
ولقب وغیرہ مشرت باسلام ہونے کے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے آپ کا نام عبد اللہ مقرر فرمایا۔ اور کنیت ابوبکر ہوئی۔ اور اسی وقت
میں کہ عمر بن خطابؓ آپ سے ملے تھے اسبب تصدیق رسالت بلقب صدیق

مشہور ہوئے۔ اور بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب رابع ثانی، اب قتلی اللہ
 علیہ وسلم کے من ارادوان بنظر الی عقدۃ من النار فی حدیث نبوی
 عتیقا یعنی جو کوئی چاہے کہ آگ سے آزاد شدہ کو دیکھے۔ یعنی جس پر
 آگ دوزخ کی حرام ہے۔ اُسے چاہئے کہ ابوبکر کو دیکھے۔ حضرت صدیق
 لقب بلقب عتیق ہوئے۔ اور ترمذی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 عنہا سے یوں روایت ہے۔ ان ابابکر دخل علی رسول اللہ
 ﷺ علیہ وسلم فقال انت عتیق من النار فی حدیث
 سہمی عتیقا۔ یعنی تحقیق کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تم اللہ کے
 آزاد کئے ہوئے ہو آگ سے۔ اُس روز سے آپ کا نام عتیق رکھا گیا۔
 اور جس وقت سب سے پہلے حدیث معراج کی تصدیق کی تو صدیق اکبر
 کا خطاب پایا۔ اور جب بعد وفات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
 کے خلفہ ہوئے۔ تو امیر المؤمنین و امام المسلمین مشہور نزدیک و دور
 ہوئے۔ اور وہ برس تین چھتیس ہجری میں آپ نے بالاتفاق خلافت کی اور
 ایام خلافت میں دین اسلام کے بڑے بڑے کام نمایاں کئے۔
 حلیہ مبارک آپ کا رنگ صاف گندمی قد میانہ۔ چہرہ جسم یعنی دیکھ
 تیار۔ سب رخسار و دندان چمکی تھی۔ اور عرف یعنی پسینہ چہرہ مبارک
 پر بہت رہتا تھا اور ریش مبارک یعنی ڈاڑھی و مہندی سے رنگین
 رہتی تھی۔

ایمان آوری کے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایمان آوری کے وجود
 ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی راویان صدق بیان قرطاس سفید۔ میدان میں قلم و
 دہان سے یوں عیاں کرتے ہیں۔ کہ قبل نبوت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے جبکہ حضرت ابوبکر کی عمر بیس برس کی تھی۔ تو آپ نے خواب

تھا کہ چاند آسمان سے ڈٹ کر کعبہ شریف پر گرے اور ریزہ ریزہ ٹکڑے ٹکڑے
 ہوا اور کعبہ کے ہر ایک کھرم میں ایک ایک ٹکڑا اُس کا گیا اور ایک ٹکڑا
 آپ کے حجرہ میں پہنچ کر جاگزیں ہوا۔ بعد اُس کے وہ سب ٹکڑے جمع
 ہوئے صورت اصلی چاند کی ہو کر آسمان میں مل گیا۔ مگر وہ ٹکڑا کہ حضرت
 ابو بکر صدیقؓ کے حجرہ میں گیا تھا۔ وہیں رہا صبح کو آپ بیدار ہوئے۔
 اور ایک یہودی عالم سے اس خواب کی تعبیر چاہی۔ اُس نے کہا کہ یہ
 خواب خیال ہے۔ کچھ اعتبار کے قابل نہیں۔ بعد ایک عرصہ کے حضرت
 ابو بکر رضی اللہ عنہ کو واسطے تجارت کے اتفاق سفر شام کا ہوا۔ ایک
 منزل میں مقام کیا۔ وہاں ایک راہب کا مسکن تھا۔ اُس سے ملاقات
 کر کے نسبت خواب مذکورہ کلام کیا۔ اہل اُس راہب نے پوچھا کہ
 تم کون ہو۔ کیا نام ہے۔ کہاں رہتے ہو۔ آپ نے سب حال بتا دیے تب
 راہب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ تمہیں میں سے ایک شخص کو تجلیت
 پیغمبری سرفراز فرمائے گا۔ اس کی ہدایت کا فورہ معظّمہ میں کھڑکھڑایاں
 ہو گئیں اور تم نبی اسحق الخواص کے وزیر ہو گے۔ اور جب وہ اللہ تعالیٰ کی
 طرف انتقال فرما دیں گے۔ تو اُن کے جانشین اور خلیفہ ہو کر حضرت
 صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس راہب کو کسی پر ظاہر
 نہ کیا۔ جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے
 اور مجھ سے ایمان لانے کے واسطے فرمایا۔ میں نے نبوت نبوت پر دلیل چاہی
 آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے خواب دیکھا تھا۔ اور تعبیر اُس کی راہب نے
 دی ہے۔ وہی دلیل کافی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم آپ چچاں کیونکر روشن ہوا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے
 جبریل علیہ السلام نے اطلاع کر دی ہے۔ اسی ہدایت کے موافق ہے۔ جو
 جو صلہ حبیبی معتبر علیہ شیعہ میں مرقوم ہے وہ ہونا۔

بدوداد بد کاہنے میں خبر
 تو خاتم انبیاؑ بگروئی
 کہ مسجوت گردید کیے نامور
 ابوبکرؓ اس پس پہ پاؤں داشت
 چو او گنزد و جان نشین شوی
 بود خاتم انبیاؑ کے
 ز طہار میں مدہیں چنہ دہ
 ز کاہن چو پوشیدہ ایں نوید
 بیاورد ایساں نشان چوں بید

دوسری روایت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر
 رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کی ہے۔ کہ کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے
 کہ قبل نزول وحی میں بعض تجارت ملک بین کی طرف گیا۔ اور وہاں
 ایک پیر کے مکان میں جس کی عمر تین سو نوے برس کو پہنچی تھی۔
 اور وہ قبیلہ ازوس سے تھے۔ مقیم ہوا۔ اور وہ کتب توریت و انجیل
 وغیرہ عام تھا۔ جس وقت اُس کی نظر مجھ پر پڑی۔ میرے پاؤں تک
 خوب غور سے دیکھا۔ بعد مجھ سے پوچھا کہ تم ساکنان مکہ قبیلہ بنی تیم قوم
 قریش سے ہو۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ پھر اُس نے کہا۔ ایک نشانی اور
 باقی ہے۔ اگر وہ بھی ہے۔ تو میرا مکان صحیح ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ
 حسبِ مخواست اُس کے میں نے وہ بھی اُسے دکھائی۔ پس قسم
 کھائی۔ اُس پیر نے اور کہا بیشک تو خلیفہ آخر الزمان کا ہے
 اور بہت باتیں مجھ کو نصیحت کر کے آئے جانے سے باز رکھا حسب
 فہمائش اُس کے میں نے مکہ کو مراجعت کی۔ اُس وقت ایک قصیدہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں کہہ کر مجھ کو دیا۔ اور
 کہا کہ میرا سلام نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچانا۔ اور یہ
 قصیدہ مسنانا۔ الغرض میں بہت جلد طے منازل کر کے اپنے گھر پہنچا۔
 اسی وقت کو جہل و اہل و اہل کی شخص۔ نہیں کہ میری ملاقات کو آئے ہیں
 ان سے استفادہ کیا۔ کہ میرے پیچھے کوئی نیا مادہ پیدا ہوا ہے

سب نے بالاتفاق ظاہر کیا کہ اس سے زیادہ کیا جاوے ہو گا کہ حضرت قسیم
بیٹے عبداللہ کے دعویٰ نبوت کا کرتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ سب میں باطل
ہو گئے۔ اور ہمارے نسبت کہتے ہیں کہ تم اور تمہارے باپ داؤد سے
جھوٹے دین کی پیروی اور پرستش کرتے ہیں۔ اے ابو بکر تم سے اور
محمد سے بہت محبت اور رل ہے۔ تمہارے لحاظ سے ہم خاموش
رہے۔ ورنہ کبھی کا مار ڈالتے۔ اب تم آئے ہو۔ ان کو سمجھا دو کہ اپنے
اس جناب اور جنون سے باز رہیں۔ کیونکہ تم ان کے دلی دوست ہو۔
حضرت صدیق فرماتے ہو۔ کہ میں نے ان کو کبھی ہولیت قتل دی۔ کہ
اس بارے میں اندیشہ نہ کرو میں انہیں سمجھا دوں گا۔ پھر میں نے پوچھا
کہ محمد کہاں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ فیجۃ الکبریٰ کے مکان
میں ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بعد مزاج پرسی کے
حقیقت اس حادثہ کی دریافت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا۔ کہ سچ ہے۔ معبود حقیقی نے مجھے اپنا رسول واسطے
ہدایت خلق کے کیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم آپ کے دعویٰ کی کیا دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اوس
بڑے نے جو قصیدہ میری شان میں کہہ دیا ہے۔ پڑھو۔ اور آپ نے
بھی وہ قصیدہ سنادیا۔ میں متحیر ہوا۔ اور پوچھا کہ یہ حال آپ سے
کس نے کہا۔ فرمایا کہ مجھ کو جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کی طرف سے
خبر دی ہے۔ پس میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا۔
اور بصدق دل پڑھا۔ شہد ان لا الہ الا اللہ وانا عبدہ
عبد اللہ ورسولہ پھر مجھ کو ایسی شادمانی حاصل ہوئی کہ
میں کبھی نہ ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
معاوضت الاسلام علی احد الا کانت لہ ہندۃ کبوتہ

و قد رد و نظرتہ الا ابو بکر فان لم یصل فی قبول الایمان یعنی
 نہ پیش کیا میں نے اسلام کو کسی شخص پر مگر مختار اس شخص کے واسطے
 اس کے قبول کرنے میں کراہت اور توقف اور فکر مگر ابو بکر پس
 انہوں نے ایمان لانے میں کچھ تامل اور توقف نہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ
 نے یہ آیت نازل فرمائی۔ والذی جاء بالصدق وصدق
 بہ اولئک هم الملتقون یعنی جو شخص کہ آیا ساتھ سچ کے اور
 جس نے اس کی تصدیق کی اور سچ جانا۔ وہی پرہیزگار ہیں یہ آیت خلص
 شان صدیقی میں ہے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ ان الکوکم عند اللہ
 اتقوا کہ ان اللہ علیہ خبیوہ بے شک بہت بزرگ تمہارا
 نزدیک اللہ کے بہت پرہیزگار تمہارا ہے۔ بیشک اللہ جاننے والا
 خبردار ہے۔ تیسری جگہ فرمایا ہے۔ واما من اعطی و اتقی و صدق
 بالحق فی شہادۃ للیسوی۔ پس وہ شخص جس نے بخشش
 کی اور پرہیزگار ہوا اور سچ اچھی بات کو پس ہم آسان کریں گے۔ اس کو
 واسطے آسانی نے نشان نزول اس آیت کا یہ ہے۔ کہ جب آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار وحی حضرت صدیق سے کیا آپ نے بلا تامل
 تصدیق وحی اور رسالت کا کیا اور کلمہ طیبہ پڑھا اور داخل اسلام ہو کر
 اوپر ترغیب اور ہمتی نسبت دیکر کفار کے کربانہ ہی سہ اور تمام مال
 اپنا راہ خدا میں خرچ کر ڈالا اور نہایت پرہیزگاری اختیار کی پس لکھا
 نے اس آیت میں علامت بت آپ کا خاصہ فرمایا۔